مطبوعات

اسلام اور جدید ریاستی نظام: از جناب ڈاکٹر محمد سرور گورنمنٹ کالج لاہور۔ ناشر مکتبہ تعمیرِ انسانیت لاہور۔ ۳۱۸ صفحات ۔ مجلد مع رنگین گردپوش ۔قیمت ۹۰ روپے۔

یہ دور جب سے اسلامی تحریکات ابھری ہیں ' اسلامی نظام کے مباحث کا دور ہے۔ بہت نظریے سامنے آئے 'کتابیں لکھی جارہی ہیں ' اور اب نیو ورلڈ آرڈر کی سیلابی لہر کا مقابلہ کرنے کے لیے یہ اہمیت اور بھی بڑھ جائیگی ۔ انقلابِ ایران نے امکانات زیادہ روشن کردیے ہیں۔

ڈاکٹر محمد سرور ایک فاضل دانش ور ہیں۔ انہوں نے اسلامی نظامِ ریاست کے لیے ایک خاکہ تجویز کیا ہے' دوسری طرف احیائے اسلام کے بارے میں پاکستان اور ایران کے حالات پر تقابلی نظر ڈالی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ دورِ حاضر میں پاکستان واحد ملک ہے جس کا قیام ہی اسلامی نظام کے نصب العین کے لیے ہوا' مگر مختلف مزاحمتوں نے اس کا مقصد پورا نہ ہونے دیا ۔ دوسری طرف وہ ایران پر نگاہ ڈالتے ہیں جہاں عملاً انقلاب واقع ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر محمد سرور صاحب نے اپنی تحقیق کی بنیاد پر بتایا ہے کہ ایرانی انقلاب کی رَو ۱۸۸۲ء کے تمباکو انقلاب کی شکل میں اٹھ کر' "جنگل انقلاب" کا دور گذارتی ہوئی نہایت جابر بادشاہتی اور جاگیرداری نظام اور کمیونسٹ تحریک کے دوپاٹوں کے درمیان عرصہ دراز تک پستی رہی ' تا آنکہ امام خمینی کی قیادت میں انقلاب رونما ہوا جس کے لیے علمائے ایران نے بہت قربانیاں دی تھیں۔ لیکن صرف ایک جز کہ نظریہ امامت' تصورِ مجتہد ' اور نیا اجتہادی نظریہ "ولایتِ فقیہ" پوری شیعہ قوم کو پیری مریدی کی شکل میں ایک مرکز پر مستقلاً" متحد رکھنے کا موجب بنا ----- اس نے سالہا سال کی سعی مسلسل کو نتیجہ کامیابی تک پہنچایا ۔ پھرڈاکٹر صاحب نے ایرانی انقلاب کے اثرات اور نظام نو کے جملہ پہلوؤں کو بہت وضاحت سے بیان کیا ہے۔

دوسری طرف ان کی نظر دورِ حاضر کی سیاسی ہیئتوں کے مقابلے میں اسلامی نظامِ ریاست کی

برکات کو واضح کرنے کی جانب ہے ۔ اس سلسلے میں دستور' حاکمیت ' خلافت ' قانون سازی ' بنیادی حقوق پر بصیرت افروز نکات سامنے لائے گئے ہیں۔ ان بحثوں میں جزوی اختلافات کے پہلو نکلتے ہیں 'مگر ان پر بحث کرنے کی اجازت یہ اوراق نہیں دیتے۔

مجموعی طور پر اسلامی سیاست و ریاست کے مطالعہ کنندگان ' خصوصا طلبہ کے لئے یہ کتاب خاصی مفید ہے۔ مجھے بس ایک بات قابلِ توجہ معلوم ہوتی ہے جسے اسلامی نظریہ اجتماعیت و ریاست پر لکھنے اور سوچنے والے پوری طرح زیر غور نہیں لاتے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ وہ دستوری یا عملی انتظام کیا ہے جو اسلامی ریاست کے امیر (اور اسکے گروہ) کو آمریت کی راہ اختیار کرنے اور فسطائیت پسند بننے سے روک سکے۔ مزید یہ کہ اسلامی ریاست کے قیام کے لیے جو نظام جماعت اٹھے' اسے کن طریقوں سے اسکے طے شدہ اصولوں اور عملی روایتوں سے انحراف کرنے سے بچایا جاسکتا ہے جبکہ کارفرما قوتیں نیک نیتی سے اسے کسی اور رخ پر دھکیل کرلے جانا چاہتی ہوں۔ خلافت کے دور اواخر سے لے کر بعد کی کشاکشِ دین و اقتدار کی تاریخ پر آپ نظر ڈالیں تو یہ سوال بہت اہم محسوس ہوگا۔ آخر لوگ قربانیاں دے کر ایک ڈھانچہ اگر کھڑا کریں اور بعد میں کوئی اس کا حلیہ بگاڑ دے تو یہ کتنی بڑی ٹریجیڈی ہے۔ اور ایسی ٹریجیڈیاں ہماری تاریخ میں بہت ملیں گی۔

مسائل و افکار: ازجناب خرم جاہ مراد سابق صدر اسلامک فاؤنڈیشن (یو کے)۔ مرتبہ سلیم منصور خالد بہ تعاون مسلم سجاد ۔ ناشر البدر پبلی کیشنز ' ۱۲۔ راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ سفید کاغذ پر کمپیوٹر طباعت ' رنگین دبیز سرورق ' صفحات ۲۲۸ ' قیمت ۴۸ روپے۔

اس کتاب میں تحریک اسلامی کے ایک معروف دانشور کے انٹرویوز جمع کئے گئے ہیں جن کا دور ۱۹۴۹ء سے ۱۹۸۸ء تک پھیلا ہوا ہے۔ اس طرح اسلامی جمعیت طلبہ (جس کے خرم صاحب ۱۹۵۱ء میں ناظم اعلیٰ بھی رہے ہیں)اور جماعت اسلامی کے متعلق ۳۹ سالہ احوال و مسائل کے متعلق سوالوں کے جواب سامنے آجاتے ہیں جن کی روشنی میں رفتارِ کار اور تغیرِ احوال کو سمجھا جاسکتا ہے۔ بہ حیثیت مجموعی یہ تحریریں مساعیٔ اقامتِ دین کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔ کہیں کہیں چھوٹی چھوٹی باتیں ایسی آتی ہیں کہ آدمی الجھتا ہے۔ ان سب پر گفتگو تو ممکن نہیں ' دو ایک امور بطور نمونہ عرض ہیں۔ بہت جگہ کسی معترضانہ سوال کے جواب میں خرم صاحب کے جواب کے

اجزا یہ ہوتے ہیں ۔ (ا) ہاں یہ بات ایک حد تک درست ہے۔ (۲) مگر ایسا کہاں نہیں ہوتا اور کون بچ سکتا ہے۔ (۳) تاہم کوشش کرنی چاہیے کہ یہ حالات بہتر ہوجائیں۔ "ہاں" "مگر" "تاہم" کی شکل میں ایک گونہ تضاد بیانی کی یہ مثلث بار بار سامنے آنے کی وجہ سے پریشان کرتی ہے۔ ایک تحریکِ تغیر و انقلاب کے کسی داعی یا نقیب کے لئے ایسا کمزور لہجہ موزوں نہیں لگتا۔

دوسری چیز جس نے مجھے حیران کیا' یہ ہے کہ کتاب کی مجموعی حیثیت میں اسکے تعارفی یا تقریبی صفحوں میں نہایت انمل اور بے جوڑ طور پر ثبات و تغیر کے مسئلے پر چند سطور شامل کی گئی ہیں اور ان کے لئے زبان بھی ایسی استعمال کی گئی ہے جس سے ردِ عملی کیفیت نمایاں ہے۔ یہ بحث ایک جامع مضمون چاہتی ہے کہ منکرینِ حدیث ' مغرب زدگان' اسلام گریز اکابر و خواتین وغیرہ بھی زمانے کے ساتھ تغیر دین کی آواز اٹھاتے ہیں 'آخر ان میں اور ہم میں کیا فرق ہے۔ نیز کتاب و سنت' اجماع صحابہ ' مسلک اسلاف ' جماعت کے دستور ' اس کے اعلان کردہ غیر متبدل اصولوں ' اسکی راسخ شدہ روایتوں (بہ دائرہ معروف) اور نظائر و شعائر نیز جماعت و تحریک کے معروفِ عام تشخص و معلومِ عام مزاج کے خلاف کن حالات میں کس حد تک اور کس احتیاط سے تبدیلیاں کرنی چاہئیں ۔ اس پہلو سے اگر کسی گروہ کی پالیسی بہت زیادہ سیال ہوجائے تو اس کا وقار نہیں رہتا۔ اتنے اہم اور نازک موضوع کے متعلق دو فقرے کسی مختلف مبحث میں پیوند کر دینا مفید نہیں ہوسکتا۔

یہ باتیں نہایت خلوص سے کہی گئی ہیں اور یہ ثبوت ہیں اس کا کہ کتاب کو میں نے پڑھا ہے۔ (بہت سے نوٹس چھوڑ دیے ہیں) مگر ان کا منشا ہرگز یہ نہیں کہ اتنی اچھی کتاب کی قدر و قیمت میں کچھ بھی کمی کی جائے۔ بلکہ میں دعوت اسلامی و تحریک حق کے لئے کام کرنے والوں کومتوجہ کروں گا کہ وہ اسے خصوصی اہمیت سے پڑھیں۔ فکری اور عملی دونوں میدانوں میں برادرم خرم جاہ مراد جیسی درخشاں شخصیتیں کہاں ملیں گی۔

---------- ○ ---------

پاکستان اکیسویں صدی کی جانب : از ڈاکٹر محمد فاروق خان' مردان ' باہتمام ادارۂ تکبیر کراچی ۔ کاغذ 'طباعت (کمپیوٹری) اور رنگین دبیز سرورق عمدہ۔ صفحات ۳۰۴ ۔ قیمت ۶۰ روپے۔

مجھے اس کتاب کو پڑھ کر مسرت ہوئی کہ ہمارے ہاں ایسے نوجوان ہیں جو پاکستان کی تعمیرو ترقی کے لئے اسکے مسائل پر غور کرتے ہیں ۔ خصوصا ڈاکٹر محمد فاروق خان جن کا اصل دائرہ کار

نفسیاتی معالجہ ہے 'انہوں نے اس کتاب میں تقریباً ان تمام مسائل کو اپنے مطالعہ و شعور کی قوت سے پیش کردیا ہے جو پاکستان کو ایک فلاحی مملکت کے درجے تک پہنچنے کے لئے اپنا حل چاہتے ہیں۔

جذبات اچھے ہیں ' ان کا نقطۂ نظر خاصا محققانہ ہے' مگر اختلاف کے بعض اہم مقامات بھی سامنے آتے ہیں۔ مغربی ترقی کے دونوں پہلوؤں کا بہت اچھا نقشہ بیان کیا گیا ہے۔

ملک میں سرمایہ دارانہ ارتکاز' در آمدات و برآمدات' صنعتی صورت حال ' ٹیکسیشن سسٹم ' غیر ملکی قرضہ ' رشوت اور سفارش ' سیاسی نظام ' زرعی نظام ' نظام صحت ' نظام تعلیم ' قوم اور قومیتیں اور صوبائی خودمختاری 'عدالتی نظام 'بیوروکریسی ' خارجہ پالیسی کے جو حالات پائے جاتے ہیں اس کا جائزہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان احوال و واردات کی تشکیلِ نو کے لئے ڈاکٹر صاحب نے تجاویز بھی دی ہیں۔

ان کی تجاویز میں بہت سے مثبت امور اچھے بھی ہیں ' نئے خیالات بھی ہیں ' مگر بعض معاملات میں انہوں نے اسلامی اصول و مقاصد کو درست طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے کچھ ایسے امور پیش کیے ہیں جن پر انہیں ازسرِ نو غور و تحقیق کرنی چاہیے۔

اس کتاب کا ایک باب اسلامائزیشن کا طریقِ کار ہے۔ اس موضوع پر اوروں نے بھی مختلف طریقے لکھے ہیں ' ڈاکٹر صاحب نے بھی ایک خاکہ پیش کیا ہے۔ اربابِ نظر محکم اسلامی نظریات کی بنیادوں پر اس باب کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

کتاب بہ ہرحال خیال انگیز اور پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لئے سوچنے پر اکساتی ہے۔

---------- ○ ----------

ہفت روزہ آئین کے ۶ خاص نمبر: مدیر جناب مظفر بیگ (و دیگر مشیران و معاونین)۔ دفتر اشاعت: نسیم مارکیٹ '۲۱ ریلوے روڈ (نزد میو ہسپتال) لاہور ۵۴۰۰۰۔

ماہنامہ آئین بڑے بڑے سائز کے ۶ ضخیم نمبر (بعد میں فیصلہ ہوا کہ آٹھ) جن میں سے ہرماہ ایک نکلتا ہے' ان کا موضوع "جماعت اسلامی کے ۵۰ سال" ہے ۔مظفر بیگ اور ان کے ہم قدموں اور ہم قلموں نے بڑی محنت سے ہر خاص شمارے میں جماعتِ اسلامی کے دورِ رفتہ کے ماہ و سال کو تازہ کر دیا ہے۔ تمام واقعات قاری کے سامنے کھڑے ہوجاتے ہیں ' کاروانِ تحریک کی حرکت ' رفتار اور اسکے راستے کے خم و پیچ اور نشیب و فراز ایک فلم کی طرح سے نظر کے

سامنے سے گزرتے ہیں۔ ہر دور کے متعلق اہم تقریریں ' تحریریں 'بیانات اور دوسرا تاریخی مواد سامنے آجاتا ہے۔ یہ خاص نمبر ایک ایسی دوربینی نگاہِ بازگشت ہیں کہ بے شمار بھولی بسری حقیقتیں اور شخصیتیں اور معرکے ذہن میں تازہ ہوجاتے ہیں۔ اس طرح کی تاریخی اور دستاویزاتی کاوش ہمارے ماضی و حال کو ایک دوسرے سے ہم آہنگ کر سکتی ہیں ' ورنہ ان کا تعلق آپس میں ٹوٹ جائے۔جب حال کا تعلق ماضی سے ٹوٹتا ہے تو پھر مستقبل بھی حال سے دور بھاگ جاتا ہے' حتیٰ کہ ان میں یگانگت نہیں رہتی ۔ تمام دائروں اور تمام شعبوں کے حالات اور بین الاقوامی دعوت کی مساعی کا تذکرہ بھی شامل ہے ۔

آٹھ میں سے چار نمبر چھپ چکے ہیں ۔ جنوری 'فروری ' مارچ ' اپریل کے چار نمبر اور باقی ہیں ۔ کم ضخامت والے نمبروں کی قیمت ۱۵ روپے ہے' زیادہ ضخامت ہو تو ۳۰ روپے ۔ اس قیمتی خزانے میں ایک لائبریری سمودی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اسے مستقل قارئین اور ایجنٹ صاحبان کوشش کرکے دوسروں تک پھیلائیں ۔

قرآن کا عائلی قانون: ازجناب ڈاکٹر حافظ احسان الحق صاحب (جامعہ کراچی) ناشر : ادارہ معارف اسلامی ڈی ۳۵ ' بلاک نمبر ۵ ' فیڈرل بی ایریا' کراچی ۷۵۹۵۰ ۔ کاغذ سفید' صفحات ۹۹' سرورق دبیز رنگین ' قیمت ۳۰ روپے۔

حافظ احسان الحق صاحب نے طلبائے قانون اور عام مطالعہ کنند گان کے لئے "قرآن کا عائلی قانون " کے نام سے بہت اچھی کتاب پیش کردی ہے۔ ان کا ذہن صحت مندانہ اور نقطہ نظر بہت معتدل ہے اور انہوں نے نہایت درجہ مستند علما کی تفاسیر و دیگر کتب سے استفادہ کیا ہے۔ کتاب میں مشمولہ آیات کے الفاظ معہ ترجمہ کا آخر میں ایک انڈکس ہے' مختصر عربی قواعد' ضروری گردانیں اور ضمائر پر مشتمل چند صفحات بھی شامل ہیں ۔

آیات احکام کا پہلے اردو ترجمہ دیا گیا ہے' پھر انگریزی ترجمہ اور پھر تشریح ۔ پاس ہی صفحہ نمبر ۵۸ پر سزائے رجم کا ذکر ہے جس کا مآخذ حدیث و سنت بتایا گیا ہے۔ اگر قرآنی آیات کی بحثوں کے ساتھ اس کو درج کرنا تھا تو مفصل حاشیے میں یہ واضح کرنا تھا کہ یہ سزا پہلے سے کتاب اللہ (تورات) میں موجود تھی جسے حضورؐ نے برقرار رکھا اور آپؐ کے اسے قانون قرار دینے کے بعد وہ بھی واجب الاتباع ہوگئی۔ ضمناً مخالفینِ رجم نے جو بڑی ماہرانہ بحثیں ان دنوں کی ہیں ان کا تجزیہ و تنقید کرنا لازم تھا۔ یہ کمی رہ گئی ۔

ص ۶۰ پر مشہور حکم درج ہے کہ "سزا دہی کے وقت اہل ایمان کا گروہ موجود رہے"۔ لیکن آج جو برسرعام سزادہی کے مطالبے اور چرچے ہیں ان میں یہ پہلو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہے کہ مجرموں اور غنڈوں اور چھاپہ ماروں اور اشتعال پذیر ہجوموں کا دور ہے۔ فرض کیجیے آپ نے کسی سزا دہی کا انتظام کیا اور یکایک کوئی بڑی ٹولی اسلحہ سے کام لے کر تمام لوگوں کو منتشر کر دیتی ہے۔ اور وہ مجرم کو چھڑا لے جاتی ہے یا اسے خود مار دیتی ہے، یا سزا دینے والے حاکم کو جو موقع پر موجود ہے اغوا کر کے لے جاتی ہے تو پھر کیا ہوگا۔ اس دور میں لازماً بند احاطوں کے اندر سزائیں دی جانی چاہئیں۔ اور آیت صرف **طائفتہ من المومنین** کی موجودگی کا مطالبہ کرتی ہے۔ یہ طائفہ ۲۰، ۴۰، ۶۰ افراد کا ہو سکتا ہے جنہیں اندر داخل ہونے کے پاس ملیں (جیسے عدالتوں میں بھی ہوتا ہے) اور ان کی خاص جگہیں بنی ہوں۔ آخر اس میں مخالفِ شریعت بات کیا ہے۔ برسرعام والی صورت تو خطرناک ہے۔

ص ۶۴ پر قذف کے سلسلے کی بحث ہے جو زنا کے بارے میں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص دوسرے پر چوری، رشوت، جھوٹ، بدکاری، جوئے یا کسی اور برائی کا برسرعام الزام لگائے تو شریعت کا قانون کیا ہے۔

---------- ○ ---------

خوب سیرت: ازجناب حکیم محمد سعید صاحب۔ ناشر: ہمدرد فاؤنڈیشن پریس ناظم آباد، کراچی ۷۴۶۰۰۔ ہلکے سبز رنگ کے ڈیزائن صفحہ پر سیاہ طباعت، سرورق رنگین و دبیز، صفحات ۴۴۔ قیمت دس روپے۔

اس کتاب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر ارشادات پیش کیے گئے ہیں جن کا تعلق شائستگی اور آداب و اخلاق سے ہے۔ مثلاً "**الطھور شطرا لایمان**" یا "**انزل الناس منازلھم**" ان فرمودات نبویؐ پر عنوان لگا کر ان کے تحت ترجمہ و تشریح کی نہایت سلیس اور موثر عبارات خود حکیم سعید صاحب نے تحریر فرمائی ہیں۔ یہ اپنے سلسلے کی پہلی کتاب ہے، اور اس سلسلہ کی ہر کتاب چالیس احادیث پر مشتمل ہوگی سلسلہ نونہال ادب کے تحت یہ بہت اچھا اور مفید کام ہے جس سے بچے، خواتین اور ہر طبقے کے لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

---------- ○ ---------

ماہنامہ وطن دوست: مدیر اعلیٰ جناب بشریٰ رحمان، دفتر اشاعت: وطن دوست لمٹیڈ۔ ۸ سی، احمد پارک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور۔

اس رسالے کو محترمہ بشریٰ بڑی محنت و توجہ سے ترتیب دیتی ہیں۔ خصوصیت سے ان کا اداریہ ایک طرف ادب میں ایک خاص رنگ کا عکاس ہوتا ہے' دوسری طرف معاشرے کو سنورنے کے لئے قارئین کے ذہنوں میں تعمیری رجحانات کے چراغ جلاتا ہے اور تیسری طرف اس میں کچھ نہ کچھ رنگ تصوف بھی جھلک جاتا ہے۔ نظمیں اور کہانیاں جدید انداز کی ہوتی ہیں۔ مگر ایک تو لغویات سے خالی اور دوسرے کسی اچھی تہذیبی قدر یا تعمیری مقصد کی آئینہ دار۔ میں بیشتر اس رسالے کو غور سے پڑھتا ہوں ۔ بشریٰ رحمان عورت کی مظلومیت کا خصوصی احساس رکھتے ہوئے اس سے پوری ہمدردی کرتی ہیں مگر آجکل کی نمائش کار عورتوں اور مغرب سے نظریہ نسائیت لینے والے مردوں کی ایجاد کردہ فضول ' باغیانہ ' اور لڑاکوؤں کی زبان اختیار نہیں کرتیں ۔بلکہ صرف اچھے جذبات کو اپیل کر کے اور اکسا کر وہ اصلاح کی کوشش میں لگی ہیں۔ وہ اپنا مدرسۂ فکر خود ہی ہیں ۔ اور اسی لئے وہ دلوں اور دماغوں پر زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں ۔ غرض وطن دوست کا ہر پرچہ ایک شعر ہوتا ہے اور یہ شعر سراپا بشارت ۔

التضامن : روھنگیا اراکان کے مسلمانوں کا ترجمان

اگست ۱۹۹۱ء کا عربی شمارہ میرے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے نگران اعلیٰ ڈاکٹر محمد یونس صاحب ہیں۔ مجلس مشاورت میں مندرجہ ذیل ارکان شامل ہیں۔ مولانا سیف الاسلام ' پروفیسر محمد زکریا ' سیّد سعید الرحمان' سید اظہار میاں اور سید عبدالرشید ۔مدیر اعلیٰ ابواسد داروغہ صاحب اور نائب مدیر سیف اللہ خالد۔

بہترین کاغذ' نہایت عمدہ طباعت' جاذب نظر گٹ اپ اور دلکش و دلفریب مختلف خوبصورت رنگوں کے لباس میں شائع کیا گیا ہے۔ جہاں تک مضامین کا تعلق ہے وہ اپنے مقصد کے ترجمان ہیں۔ یہ رسالہ وطن کی جنگ آزادی لڑنے والے اور جہادِ اسلامی کی روح کو حیاتِ جاوداں بخشنے والے نوجوانوں کی امنگوں' تمناؤں ' آرزوؤں اور خواہشات کا نقیب' داعی ' ترجمان اور معاون و مددگار ہے۔ یہ اس تنظیم کے جیالوں ' بہادروں اور نڈر و جفاکش جوانوں کے دلوں کی آواز ہے جو اپنے وطن کی حریت و آزادی کے لیے سر پر کفن باندھ کر عزم تازہ لیے ہوئے میدانِ عمل میں نکلے ہیں ۔ یہ تنظیم اراکان کے مسلم نوجوانوں کی تنظیم ہے۔

اراکان ' جنوب مشرقی ایشیا میں واقع ہے۔ ۱۷۸۴ء تک یہاں پر مسلمانوں کی بلا شرکت غیرے حکومت تھی۔ آج اراکان کا رقبہ تقریباً سولہ ہزار مربع میل ہے۔ آبادی ۴۰ لاکھ کے

قریب ہے۔ دو بڑے نسلی گروہ روہنگیااور مگھ یہاں آباد ہیں ۔ روہنگیا نسل کے مسلمانوں کا تناسب آبادی ستر فیصد ہے اور اس کے مقابلہ میں مگھ نسل لوگوں کی آبادی پچیّس فیصد ہے۔

مسلمان تاجر پہلی بار ساتویں صدی عیسوی میں تجارت کی غرض سے اراکان میں داخل ہوئے اور ۱۴۳۰ء میں ان کی حکومت قائم ہوگئی ۔ ساڑھے تین سو سال تک ان کی فرمانروائی کی سطوت و شوکت کے پھریرے فضاءِ نیلگوں میں لہراتے رہے اور امن و سلامتی اور توحید و سنت کا پیغام خوابیدہ و بیدار لوگوں کو سناتے رہے ' پیغامِ حق کی یہ صدا برما کے باسیوں کو ناگوار گزری اور انھوں نے ۱۷۸۷ء میں اراکان پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا ۔ ۱۸۲۴ء میں سمندر پار استحصالی قذاقوں اور لٹیروں یعنی انگریز نے برما پر قبضہ جمالیا' اس طرح اراکانیوں کی حریت اور آزادی کا سورج ایک خاص وقت تک کے لیے غروب ہوگیا' اپریل ۱۹۴۲ء میں مسلح مگھوں نے روہنگیوں پر دھاوا بول دیا۔ ان کے گھروں کو مسمار کیا ' سازوسامان کو نذر آتش کیا' جانوروں مویشیوں کو لوٹ لیا' دیہاتوں اور قصبوں کا صفحہ ہستی سے نام و نشان مٹا دیا ۔ اور ایک لاکھ کے لگ بھگ روہنگیوں کو اپنی بربریت کا نشانہ بناکر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

غاصب و ظالم اور سفاک مگھوں اور انگریزوں نے روہنگیوں کی سماجی ' ثقافتی ' مذہبی سرگرمیوں پر ہرطرح کی پابندیاں نافذ کر دیں ' طلبہ تنظیموں یا انجمنوں کو غیر قانونی قرار دے کر ان کی ہر قسم کی عملی سرگرمیوں کو بند کر دیا ۔ اقتصادی ' مذہبی اور سیاسی میدانون میں بھی طرح طرح کی ایذا رسانی کو روا رکھا' مسلمانوں کی اراضی غصب کر کے غیر مسلموں کو بغیر کسی استحقاق کے دے دی۔ مسلمانوں کی مساجد اور تبلیغی مراکز کو غیر قانونی قرار دے کر بند کر دیا اور روہنگیوں کو بے وطن شہری اور بنگلہ دیش سے آئے ہوئے غیر قانونی مہاجر قرار دیکر اراکان سے بے دخل کر دیا۔

ایسی گھمبیر ظالمانہ و سفاکانہ صورت حال کو دنیا کے سامنے رکھنے اور اپنی مظلومانہ کیفیت اور حالتِ زار کو عیاں کرنے کے لیے اراکان کی مسلم تنظیم کے سربراہ نے "التضامن" نامی عربی رسالے کا اجراء کیا ہے ۔ اس میں جہاد اسلامی کی روحِ خوابیدہ کو بیدار کرنے والے مضامین ہیں اور ایسے واقعات ہیں جو دنیا کے ضمیر کو جھنجھوڑتے اور بیکسوں اور مظلوموں کی داد رسی کا مطالبہ کرتے ہیں۔

(عبدالوکیل علوی)